السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

سوال.جماعت اہل حدیث : ایک مسجد میں اہل حدیث نماز آمین بالجہر کہہ کرادا کرتے ہیں ، لیکن حنفی صاحبان بلند آمین سے نماز پڑھنے پر روکتے ہیں ۔ چوں کہ اہل حدیث بلند آمین کہنے کو فعل نبی یعنی : سنت سمجھتے ہیں اور روکنے پر آیت : ''ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن يذكر فيها اسمه ،، الخ پیش کرتے ہیں اورکہتے ہیں کہ روکنے والے اسی آیت کے مطابق گنہگار ہوں گے ، اس کی مخالفت میں حنفی صاحبات ایک آیت : ''وإما ينسينك الشيطان فلا تقعد بعد الذكري مع القوم الظالمين ،، اورحدیث مسلم شریف : ''إياكم وإياهم لايضلونكم ولا يفتنونكم ،، ادھوراٹکڑا ، اورابن حبان کی حدیث کااتنا ٹکڑاکہ ''لا تصلوا معهم ،، اور'' درمختار ،، جلد اول ص 489 کاحوالہ کہ ''ويمنع منه (اى من المسجد) كل موذ ولوبلسانه ،، مسجد میں آنے دینے کےلیے دلیل میں پیش کرتے ہیں ۔ اگرچہ ان احناف کے حوالہ جات مذکورمیں کہیں بھی آمین کاذکر نہیں ہے اور غیر مکمل ٹکڑے ہیں چونکہ مسلم شریف وغیرہ ودیگر کتب احادیث میں خودبلند آمین کہنے کی حدیثیں بہت موجودہیں ۔ تاہم دریافت طلب یہ سوال یہ ہے : مذکورہ آیت سے کون لوگ مرادہیں ؟

مسلم شریف کی روایت ''لايضلونكم ،، سے کون لوگ مرادہیں ؟ کیوں کہ صاحب مسلم شریف خودبلند آمین کہاکرتے تھے ؟

ابن حبان کے ٹکڑے ''لا تصلوا معهم ،، سے کیا مراد ہے ؟ اورکیا حدیث ہے ؟

درمختار ''ويمنع منه اى من المسجد كل موذ ولوبلسانه ،، سے کون ایذاء مرادہے ؟ ، کیوں کہ اس میں بلند آمین کا قطعی ذکر نہیں ،تاہم ان مذکورہ حوالہ جات کے صحیح مطالب کیاہیں اوربلندکہنے کی مخالفت میں یہ آسکتے ہیں یا نہیں ؟ سائل الہی بخش ازرتلام

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

مفتی بریلی نے اہل حدیثوں کومسجد سے روکنے اور منع کرنے پر یہ دلیل پیش کی ہے کہ اہل حدیث اہل السنۃ والجماعت نہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ : اہل السنہ کے علاوہ جتنے فرقے ہیں سب گمراہ ہیں بددین ہیں جن کی بددینی میں کوئی شبہ نہیں ہے ۔ ،، خلاصہ یہ ہواکہ صرف بریلوی حنفی اہل سنت والجماعت ہیں باقی تمام مسلمان بددین وگمراہ ، بلکہ ان کے مشہوراورچلتے ہوئے فتویٰ کے مطابق کافرہیں ۔ اب عقل وانصاف ، علم ودیانت کی روشنی میں غورکرنا ہے کہ اہل السنہ والجماعہ کس کوکہتے ہیں اوراس کا صحیح مصداق کون ہے ؟ یعنی : اس کی صحیح تعریف کیاہے اوروہ کس پرصادق آتی ہے ؟ تعریف ومصداق متعین ہوجانے کے بعد خودبخود واضح ہوجائے گاکہ بریلوی حنفیوں پراہل سنت والجماعت کی تعریف صادق آتی ہے یانہیں ؟ اس کے متعلق ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہنا چاہتے بلکہ حنفی مذہب کی معتبر کتاب اور حضرت پیران پیر کے قول اور پیغمبر اسلام ﷺ کی حدیث صحیح سے اس کی تعریف ومصداق واضح کریں گے ۔

واضح ہوکہ اہل السنہ والجماعۃ میں تین الفاظ ہیں اہل ، السنہ ، والجماعۃ ، ہل کے معنی ہیں : والا ۔ جیسے : اہل مال : مال والا ، اہل علم : علم والا ، اہل خانہ : گھروالا ،السنہ کے معنی ہیں : طریقہ کے ۔ اس سے مرادطریقہ رسول ہے ، یہ ایک مشہوراورکھلی ہوئی بات ہے ۔ الجماعۃ کے معنی ہیں : گروہ کے ۔

اب رہی یہ بات کہ اس جماعت سے کون سی جماعت مرادہے ؟ پس معلوم ہوناچاہیے کہ اس سے وہی جماعت مرادہے جوسنت (طریقہ رسول) کے قائم ہونے کے ساتھ قائم ہوئی ہو ، یعنی جب سے سنت قائم ہواس وقت سے یہ جماعت بھی قائم ہوئی اوریہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اس وقت اسلام میں جماعت صحابہ کے سوادوسری جماعت قائم نہیں ہوئی تھی ۔ لہذا جماعت سے مراد صحابہ رسول کے سوادوسری جماعت مراد ہی نہیں ہوسکتی ۔ پس خوداہل سنت والجماعت کے الفاظ نے اپنی تعریف اوراپنا سچا مصداق بتادیاکہ اہل سنت والجماعت وہ ہے جوسنت (طریقہ رسول) کاپابند ہواور جماعت صحابہ کاپیروہو ۔ اب غورسے سننا چاہیے کہ حنفی مذہب کی معتبراورچوٹی کی کتاب ''توضیح تلویح ،، میں لکھاہے کہ : أہل السنۃ والجماعۃ ، وہم الذين طريقتهم طريقة الرسول عليه السلام وأصحابه ،، یعنی : اہل سنت والجماعت وہی ہیں جن کاطریقہ وہی ہے ۔ جوطریقہ کہ رسول ﷺ اوران کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کاتھا ،، ۔

حضرت شیخ عبدالقادرجیلانی اپنی کتاب ''غنیۃ الطالبین ،، میں فرماتے ہیں کہ : ''السنة ، ماسنه رسول الله صلى الله عليه وسلم والجماعة : ما اتفق عليه اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ،، یعنی : سنت سے مرادآں حضور ﷺ کامقرر کردہ فعل وحکم ہے اورجماعت سے مرادوہ امرہے جس پرصحابہ کی جماعت نے اتفاق کیاہو ۔

اب اس کوثبوت صحیح حدیث سنئے ۔ جب آں حضرت ﷺ نے فرمایاکہ : بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے اورایک فرقہ جنت میں ، توصحابہ کرام نے عرض کیا : وہ ایک جنتی فرقہ کون ہے ؟ آپ نے ارشادفرمایا : ''ما أنا عليه وصحابي (الترمذی کتاب الأیمان باب ماجاء فی افتراق ہذہ الأمۃ (2641)(5/26) . ،، یعنی : اس طریقہ والے جس پرمیں ہوں اورمیرے اصحاب ۔ غورکیجئے حدیث شریف کے اس جملہ سے بھی یہی تعریف نکلتی ہے جسے حضرت نے بتایا تھا ۔ ''ما انا علیہ ،، سے اہل السنہ کے معنی اداہوتے ہیں یعنی : وہ طریقہ جس پرمیں ہوں ۔ اور ''اصحابی ،، سے جماعت کے معنی اداہوتے ہیں ۔ یعنی : وہ طریقہ جس پرمیرے صحابہ کی پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی جماعت متفق ہو ۔ خلاصہ یہ کہ ''اہل السنہ والجماعت ،، وہ ہیں جومیرے طریقہ اورمیرے صحابہ کے طریقہ پرہوں ۔

یعنی : اہل سنت والجماعت کا صرف ایک ہی نام ہے اور کوئی نام نہیں ، وہ نام اہل حدیث ہے ۔ بدعتی انہیں کچھ بھی کہیں ، اس سے ان کا کچھ نہیں بگڑتا پھر بڑے پیر صاحب نے اسی فرقہ ''اہل سنت والجماعت ،، (اہل حدیث) کو ناجی بتلایا ہے فرماتے ہیں : ''وأما الفرقة الناجية فهی أهل السنة والجماعة ،، یعنی : نجات پانے والی جماعت اہل سنت والجماعت ہے ۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ فرقہ ناجیہ ''اہل سنت والجماعت ،، کا مصداق صرف اہل حدیث ہے ۔ اور بریلوی حنفی تو آں حضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کے طریقہ کے خلاف ، بدعات و رسوم شرکیہ ، عقائد کفریہ اعمال کے ارتکاب کی وجہ سے اس لقب کے مصداق ہر گز نہیں ہو سکتے ، اس لیے وہ بے دین و گمراہ ہیں ۔ پس مفتی بریلی نے اہل حدیثوں کو مسجد سے روکنے پر جو دلیل پش کی ہے اس کی رو سے وہ خود اس لائق ہیں کہ ان کو مسجد سے روک دیا جائے ۔

اور مسجد سے اہل حدیثوں کو کیوں کر روکا جا سکتا ہے جب کہ مسجد میں ذکر الہی سے منع کرنے والوں کو اس آیت کے اندر ظالم قرار دیا گیا ہے ۔ ارشاد ہے : ''ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن يذكر فيها اسمه ،، اور جبکہ قرآن کریم نے مسجد پر کسی کی ملکیت نہیں رکھی نہ متولی کی ، نہ بانی کی ، نہ اہل محلّہ کی بلکہ فرماتا ہے : ''وان المساجد لله ،، (الجن : 18) یعنی : مسجدیں صرف اللہ کی ملکیت ہیں اور جبکہ مسجد میں ذکر الہی ، نماز ، روزہ وغیرہ عبادات سے روکنا ابتداء اسلام میں کفار مکہ کا فعل تھا ، چنانچہ ارشاد ہے : ''هم الذين كفروا وصدوكم عن المسجد الحرام والهدی معكوفا أن يبلغ محله ،، (الفتح : 24) اور ارشاد ہے : ''ولا يجرمنكم شنان قوم ان صدوكم عن المسجد الحرام أن تعتدوا ،، (سورہ مائدہ : 6) یعنی : افسوس ہے ابتداء اسلام میں مسجد سے روکنا کافروں کا شیوہ تھا ۔ اور آج ان کافروں کی نیابت اس بارے میں وہ جماعت کر رہی ہے ، جو بزعم باطل اپنے کو مسلمان ہی نہیں بلکہ بقول کی برعکس نہند نام زندگی کافور اپنے تیئں ''اہل السنہ والجماعت ،، کہلاتی ہے ۔ اور جب کہ آں حضرت ﷺ نے نجران کے عیسائی وفد کو باوجود صحابہ کے عرض معروض کرنے کے مسجد نبوی میں ان کے اپنے مذہب کے مطابق نماز پڑھنے کی اجازت دی اور انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے آپ کی موجودگی میں مسجد نبوی میں نماز پڑھی ۔ ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ، ابن جریر ، تفسیر مظہری ، تفسیر خازن وغیرہ ۔

افسوس جس پیغمبر کے یہ اخلاق ہوں جس کی یہ رواداری ہو ، آج اس کی امت کی یہ حالت ہے ۔ کہ فروعی اور وہ بھی صرف خیالی اختلاف کی بنا پر کلمہ گو ، موحد ، متبع سنت جماعت کو خدا کے گھروں میں خدا کا ذکر کرنے سے ، قبلہ کی منہ کر کے نماز پڑھنے سے روکے ۔ اور جبکہ حنفی مذہب کی معبر کتاب ہدایہ مطبوعہ مجتبائی جلد 2 کتاب الوقف ص : 625 میں ہے : ''لان المسجد مالا يكون لأحد فيه حق المنع ،، یعنی : مسجد وہی ہے جس میں عبادت کرنے سے کسی کو روکنے کا حق نہ ہو ،، ۔ اور فتاویٰ خانیہ برحاشیہ عالمگیری مطبوعہ میمنیہ مصر جلد ثالث کتاب الوقف ص 321 کی آخر سطر میں ہے : ''لأن المسجد حق الله تعالى وحق عامة المسلمين ،، یعنی : مسجد اللہ تعالی کا حق ہے ۔ اور عام مسلمانوں کا ،، ۔

نے خارجیوں سے کہا کہ : '' لا نمنعكم مساجد الله أن تذكروا فيها اسم الله ، یعنی : ''ہم تم کو مسجدوں سے نہیں روکتے کہ تم اس میں اللہ کا ذکر کرو ،، ۔ بحر الرائق مصری 2 36 میں ہے : ''لا يجوز لأحد أن يمنع مومنا من عبادة يأتي بها في المسجد ،، یعنی : ہر گز ہر گز کسی شخص کو کسی وقت جائز نہیں کہ کسی مسلمان کو کسی قسم کی عبادت سے مسجد میں روکے ،، ۔ پھر مفتی بریلوی نے لکھا ہے : ''ان بد دینوں کی نسبت اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے : ''وإما ينسينك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين ،، پھر تفسیرات احمدیہ سے یہ عبارت نقل کی ہے : ''وان القوم الظالمين يعم المبتدع والفاسق والكافر ، والقعود مع كلهم ممتنع ،، تمام مفسرین متفق ہیں کہ اس امر پر کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے ، اور آیت کے سیاق وسباق سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے ۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے : ''وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ، وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَلَٰكِنْ ذِكْرَى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (69) وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ،، الآية (الانعام : 68/69/70).

علامہ خازن اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں : ''الخطاب (وإذا رأيت للنبی صلى الله عليه وسلم والمعنى وإذا رأيت يا محمد هؤلاء المشركين الذين يخوضون فی آياتنا يعني القرآن الذي أنزلناه إليک والخوض في اللغة هو الشروع في الماء والعبور فيه ، ويستعار للأخذ في الحديث والشروع فيه يقال : تخاوضوا في الحديث وتفاوضوا فيه ، لكن أكثر ما يستعمل الخوض في الحديث على وجه اللعب والعبث وما يذم عليه ومنه قوله وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ وقيل : الخطاب في وإذا رأيت لكل فرد من الناس والمعنى : وإذا رأيت أيها الإنسان الذين يخوضون فی آياتنا وذلک أن المشركين كانوا إذا جالسوا المؤمنين وقعوا في الاستهزاء بالقرآن وبمن أنزله وبمن أنزل عليه ، فنهاهم الله أن يقعدوا معهم في وقت الاستهزاء بقوله فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ يعني فاتركهم ولا تجالسهم حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ يعني حتى يكون خوضهم في غير القرآن والاستهزاء به وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ يعني فقعدت معهم فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى يعني إذا ذكرت فقم عنهم ولا تقعد مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ يعني المشركين قوله تعالى : وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ قال ابن عباس : لما نزلت هذه الآية وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ قال المسلمون : كيف نقعد في المسجد الحرام ونطوف بالبيت وهم يخوضون أبدا ؟ وفي رواية ، قال المسلمون : إنا نخاف الإثم حين نتركهم ولا ننهاهم فأنزل الله هذه الآية وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ يعني يتقون الشرک والاستهزاء من حسابهم من حساب المشركين من شیء يعنی ليس عليهم شیء من حسابهم ولا آثامهم ،، الخ (تفسیر خازن).

اور علامہ ابو البرکات احمد بن محمود النسفی اپنی تفسیر کے 2 28 میں لکھتے ہیں : '' وإذا رأيت الذين يخوضون فی آياتنا) ای القرآن يعنی : يخوضون فی الاستهزاء بها والطعن فيها ، وكانت قريش فی انديتهم يفعلون ذلک ، قال وروی أن المسلمين قالوا : لئن كنا نقوم كلما استهزءوا بالقرآن ، لم نستطع أن نجلس فی المسجد الحرام وأن نطوف فرخص لهم ،، (تفسیر).

اس مضمون کی دوسری آیت بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ آیت قریش و مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۔ چنانچہ ارشاد ہے : ''وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ،، (سورۃ النساء : 140) علامہ زمخشری حنفی لکھتے ہیں : ''والمنزل عليهم في الكتاب : هو ما نزل عليهم بمكة من قوله : (وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ) وذلک أن المشركين كانوا يخوضون فی ذكر القرآن في مجالسهم فيستهزءون به ، فنهى المسلمون عن القعود معهم ما داموا خائضين فيه وكان أحبار اليهود بالمدينة يفعلون نحو فعل المشركين ، فنهوا أن يقعدوا معهم كما نهوا عن مجالسة المشركين بمكة وكان الذين يقاعدون الخائضين في القرآن من الأحبار هم المنافقون ،، (کشاف 1/232).

پس ایسی حالت میں جبکہ تمام مفسرین کے اقوال اور آیت کا سیاق وسباق ، اور اس مضمون کی دوسری آیت اس بات پر متفق ہوں کہ آیت مبحوثہ عنہا کہ مصداق وہ مشرکین مکہ اور علماء یہود ہیں جو قرآن کی تکذیب اور اس کے ساتھ استہزاء کرتے تھے ، تو اس کو اہل حدیثوں کو مسجدوں سے روکنے کے دلیل میں پش کرنا ، عقل وخرد کے کھو دینے کی بین دلیل ہے ، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں میں حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا ہے : ''انهم انطلقوا الى آيات أنزلت فی الكفار ، فجعلوها على المومنين ،، (بخاری شریف : كتاب استتابة المرتدين باب قتل الخوارج والملحدين بعد اقامة الحد عليهم 8/51) - اور اگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ یہ آیت فاسق و مبتدع کو بھی شامل ہے ، تب بھی اہل پر چلنے والے صرف اہل حدیث ہیں ۔ جن کے ایک ہاتھ میں قرآن ہے اور دوسرے ہاتھ میں حدیث رسول اور پس ، اور یہ بھی حدیث اس کا مصداق نہیں بن سکتے ۔ اوپر ثابت کیا جا چکا ہے کہ طریقہ رسول ﷺ اور طریقہ صحابہ لکھا جا چکا ہے کہ دنیا کی تمام بدعتوں اور شرکیہ رسموں میں بتلا بریلوی حنفی ہیں ۔ پس ملاجیون مرحوم کی عبارت میں بتدع اور فاسق سے مراد یہی بریلوی حنفی ہیں ، جنھوں نے دین میں ہزارہا بدعتیں نکال رکھیں ہیں ۔ بنا بریں آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ان بتدعین (بریلوی جنفیوں ودیگر اہل بدع) کے ساتھ مجالست نہ کرو ، چنانچہ تفسیر فتح البیان ن میں (3 176) پر مذکور ہے '' وفي هذه الآية موعظة ، لمن يستمع بمجالسة المبتدعة ، الذين يحرفون كلام الله ، ويتلاعبون بكتبه وسنة رسوله ، ويردون ذلک إلى اهوائهم المضلة ، وتقليداتهم الفاسدة وبدعتهم الكاسدة ،، الخ.

و نیز کسی بریلوی نے اہل حدیث کو بتدع اس وجہ سے لکھا ہے کہ وہ آمین ، رفع یدین وغیرہ کرتے ہیں ، اور یہی اصل وجہ ہے ان کو مسجد سے روکنے کی ۔ آمین زور سے کہنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے ، اجماع صحابہ سے ثابت

ہے امام شافعی اورامام احمداس کے قائل ہیں ، حضرت پیران پیر اس کوسنت بتاتے ہیں : '' والجہر بالقراۃ وآمین ،، (غنیۃ الطالبین ص : 10) اورعلامہ ابن الہمام حنفی لکھتے ہیں : '' وَلَوْكَانَ إِلَيَّ فِي هٰذَا شَيْءٌ لَوَفَّقْتُ بِأَنَّ رِوَايَةَ الْخَفْضِ يُرَادُ بِهَا عَدَمُ الْقَرْعِ الْعَنِيفِ ، وَرِوَايَةَ الْجَهْرِ بِمَعْنَى قَوْلِهَا فِي زِيرِ الصَّوْتِ وَذَيْلِهِ يَدُلُّ عَلَى هٰذَا مَا فِي ابْنِ مَاجَهْ « كَانَ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا تَلَا { غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ } [الفاتحة : 7] قَالَ آمِينَ حَتَّى يُسْمِعَ مَنْ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ ،، (فتح القدیر : 207/1) اس بارے میں اگر مجھ سے پوچھا جائے تومیں دونوں روایتوں میں تطبیق دے سکتا ہوں کہ آہستہ سے آمین کہنے والی روایت سے یہ مراد ہے کہ بہت زور کی آواز نہ ہو، اور جہر کی روایت سے یہ مراد ہے کہ گونجی ہوئی آواز ہو، ، بہر صورت آواز ہی سے کہنا ثابت ہوا ۔ اور مولانا عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں : '' والظاہر الحمل علی العملین ،، ''جہر وسر دونوں جائز ہیں ،، ۔ معلوم ہوا حنفی مذہب میں بھی بلند آواز سے آمین کہنا جائز ہے ۔ اور مولوی عبدالحیٔ حنفی فرنگی محلی لکھتے ہیں : '' والإنصاف أن الجہر قوي من حیث الدلیل ،، (التعلیق المجد ص : 82) یعنی : '' انصاف یہ ہے کہ اونچی آواز سے آمین کا ثبوت پختہ ہے ،، ۔ اسی طرح سے رفع الیدین اس کوسنت بتاتے ہیں : '' رفع الیدین عندالإفتتاح فی الرکوع والرفع منہ ،، متواتر احادیث سے ثابت ہے ، صحابہ برابر اس پر عمل کرتے رہے ۔ چاروں اماموں سے تین امام شافعی ، احمد ، مالک اس کے قائل ہیں ۔ خود پیران پیر (غنیۃ الطالبین ص : 10) یعنی : '' نماز میں پہلی تکبیر کے وقت اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع الیدین کرنا چاہئیے '' ، اسی طرح بہت سے حنفی علماء اس کو جائز کہتے ہیں ، پس ایسے فعل کو جو سنت ہو اور جس کے چاروں اماموں سے اکثر قائل وفاعل ہوں بلکہ خود علماء حنفیہ بھی اس کو جائز سمجھتے ہوں ، اور سنت مانتے ہوں ، بدعت کہنا اور اس کے کرنے والے کو بدعتی کہنا سخت گناہ ہے ، کیونکہ سنت کو بدعت کہنے اور صحابہ اور ائمہ دین کو بلکہ اپنے علماء حنفیہ کو بھی بدعتی بنانے کے بعد کون ہے جو غیر بتدع رہ جائے گا پس ایسا کہنے والا شخص شرعاً سخت مجرم بلکہ فاسق ، گمراہ وبددین ہے ۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں اگر بتدع شامل ہیں تو بتدع سے مراد وہ لوگ ہیں ، جو دین اسلام میں ایسی باتیں نکالتے ہیں جو قرآن وحدیث وصحابہ کے طریقہ کے خلاف ہیں ، اور جن کا وجود خیر القرون میں نہ تھا ، جن کو ہم شروع جواب میں مختصراً گناچکے ہیں ۔ بنابریں ملاجیون کی عبارت کے مصداق یہی بریلوی حنفی ہیں ۔ نہ کہ اہل حدیث جو کہ طریقہ رسول واصحاب رسول پر گامزن ہیں ۔ آخر میں اتنا اور عرض ہے کہ اس آیت میں مسجد سے روکنے کا حکم قطعاً موجود نہیں نہ صراحۃً نہ اشارۃً۔

مفتی بریلوی نے اہل حدیثوں کو مسجد سے روکنے کی دوسری دلیل پیش کی ہے ''اسی طرح اس کی نسبت حدیث میں آیا ہے '' إیاکم وإیاہم لایضلونکم ولایفتنونکم ،، یعنی : ''اپنے کو ان سے دور رکھو اور ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں ایسا نہ ہو وہ تمہیں گمراہ کردیں اور فتنہ میں ڈال دیں ۔ ،، یہ حدیث مسلم شریف (باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء والاحتیاط فی تحملہا 1/12) میں مطولاً مروی ہے جس کو مفتی بریلی نے اپنے مطلب کے لیے ادھوری نقل کی ہے ۔ ہم پوری حدیث لکھ کر مختصراً بحث کریں گے تاکہ اس کے استدلال کی حقیقت واضح ہوجائے '' عن أبي ہُرَيْرَةَ ، قَالُ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : « يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ ، يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ ، وَلَا آبَاؤُكُمْ ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ ، لَا يُضِلُّونَكُمْ ، وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ » (مسلم شریف) ملاعلی قاری حنفی شرح مشکوۃ میں 1 190 میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں : '' (يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ) ، أَيْ : آخِرِ زَمَانِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ (دَجَّالُونَ) : أَيْ : الْخَدَّاعُونَ يَعْنِي : سَيَكُونُ جَمَاعَةٌ يَقُولُونَ لِلنَّاسِ : نَحْنُ عُلَمَاءُ وَمَشَايِخُ نَدْعُوكُمْ إِلَى الدِّينِ وَهُمْ (كَذَّابُونَ) : فِي ذٰلِكَ (يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ) ، أَيْ : يَتَحَدَّثُونَ بِالْأَحَادِيثِ الْكَاذِبَةِ وَيَبْتَدِعُونَ أَحْكَامًا بَاطِلَةً وَاعْتِقَادَاتٍ فَاسِدَةً اهـ . كَلَامُ الْمُظْهِرِ وَيَجُوزُ أَنْ تُحْمَلَ الْأَحَادِيثُ عَلَى الْمَشْهُورِ عِنْدَ الْمُحَدِّثِينَ ، فَيَكُونُ الْمُرَادُ بِهَا الْمَوْضُوعَاتِ ، وَأَنْ يُرَادَ مَا بَيْنَ النَّاسِ أَيْ يُحَدِّثُونَكُمْ بِالَّذِي مَا سَمِعْتُمْ عَنِ السَّلَفِ مِنْ عِلْمِ الْكَلَامِ (فَإِيَّاكُمْ) ، أَيْ : أَبْعِدُوا أَنْفُسَكُمْ عَنْهُمْ (وَإِيَّاهُمْ) ، أَيْ : بَعِّدُوهُمْ عَنْكُمْ (لَا يُضِلُّونَكُمْ ولا یفتنونکم) أی لایوقعونکم فی الفتنۃ ، وہی الشرک ، قال اللہ تعالی : والفتنۃ أشد من القتل ،، أو یراد بہا عذاب الآخرۃ ، قال تعالی : '' ذوقوا فتنتکم ،، انتہی مختصراً ۔

اور مولوی عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کے ترجمہ میں لکھتے ہیں (یکون فی آخر ہذا الزمان دجالون کذابون) '' می باشند در آخر الزمان تلبیس کنندگان دروغ دہندو مردم را بمذاہب باطلہ وآرائے فاسدہ بخوانند (یأتونکم من الأحادیث بمالم تسمعوا أنتم والاآباء کم) می آرند شمارا از احادیث آنچہ نشنیدہ اید شمانہ پدران شمایعنی بہ بہتان وافتراء مراد حادیث یا احادیث پیغمبر است ﷺ یا عام ازان شامل اخبار مردم ۔ (فإیاکم وإیاہم لایضلونکم ولایفتنونکم) گمراہ مگردانند ایشاں شمارا ودر فتنہ بلاینداز ند شمارا مقصود تحفظ واحتیاط است در گرفتن دین واحتراز وپرہیز از صحبت ارباب بدعت ومخالطت ایشاں خصوصاً آنہا کہ دعوت کنند وتلبیس نمایند(اشعۃ اللمعات 1 140) یہ پوری فارسی عبارت تقریباً ترجمہ ہے ملاعلی قاری کی شرح کا ، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آخر زمانہ میں میری امت میں ایسی مکار اور عیار جماعت پیدا ہوگی جو اپنے کو علماء ، مشائخ ، پیروں ، زاہدوں ، عابدوں ، درویشوں ، خدارسیدہ لوگوں کی صورت میں ظاہر کرے گی اپنے کو مسلمان کا خیر خواہ بتائے گی ، تاکہ اپنی غلط وباطل باتیں اور فاسد عقیدے پھیلائے اور رائج کرسکے ۔ یہ لوگ تم سے آں حضرت ﷺ پر افترا وبہتان کر کے جھوٹی گھڑی ہوئی حدیثیں بیان کریں گے یا ایسی باتیں بیان کریں گے جن کا نہ سر ہوگا نہ پیر ، یعنی : بے اصل یا نئے نئے مسئلے اور نئے عقیدے ایجاد کریں گے ۔ پس تم ان ارباب بدعت کی مخالفت ومجالست سے پرہیز کرنا ، ایسا نہ ہو وہ تم کو اپنے شرکیہ عقائد میں مبتلا کردیں یا اپنی گمراہیوں میں پھنسا کر تم کو عذاب آخرت کا مستحق بنادیں ۔ اب آپ اپنے دل میں خدا کا خوف رکھ کر غور کیجیے کہ اس حدیث کا مصداق وہ اہل حدیث ہیں جو لوگوں کو قرآن وحدیث یعنی : نتھری ہوئی توحید اور اتباع سنت کی دعوت دیتے ہیں یا وہ خانقاہی عیار مشائخ وپیر وصوفیہ ہیں جو باوجود جاہل ہونے کے اپنے کو عالم ظاہر کرتے ہیں اور سال میں اٹھ کر مریدوں میں گشت کرتے ہیں گلے میں بڑے بڑے دانوں کا گٹر مالا ، اور گیرو کی کفنی سر پر رنگا رنگ عمامہ ، جوگیوں کی سی لٹ بڑھا کر مثنوی ، ٹھمری ، دوہے ۔ اپنے پیروں کی جھوٹی کرامات بیان کرتے ہیں ۔ مریدوں کو شفاعت کی امید دلا کر اپنی پیریت و بیعت ونجات کا مدار بتا کر جنت وجہنم کا ٹھیکہ لے لیتے ہیں ، اور تمام بدعتوں کی جن کا اوپر ذکر ہوا ترغیب دلاتے ہیں ۔ ان کے ثبوت میں جھوٹی گھڑی ہوئی حدیثیں پش کرتے ہیں ۔ آں حضرت ﷺ کے فضائل میں قرآن وحدیث بیان کرنے کی بجائے جھوٹے قصے باطل روایات سناتے ہیں ۔ اور اگر کسی عاشق توحید وسنت نے ٹوک دیا تو جھٹ وہابی کہہ کر مریدوں سے اس کو پٹواتے ہیں ۔ جو شخص بھی ان خانقاہی پیروں کے حالات اور وعظ کی مجلسوں سے واقف ہوگا ، وہ یقیناً اس حدیث کا مصداق انہیں بریلوی عقیدہ رکھنے والے مکار مشائخ اور پیروں کو یقین کرے گا ۔ اسی لیے علامہ سنوسی فرماتے ہیں : '' علماء السوء والرہبان ، غیر أہل السنۃ کلہم داخلون فی ہذا المعنی ، وما أکثرہم فی زماننا ، نسأل اللہ سبحانہ تعالی السلامۃ من شر ہذا الزمان ، شر أہلہ ،، (فتح الملہم 1/127)۔

مفتی بریلوی نے اہل حدیثوں کو مسجد سے روکنے کی تیسری دلیل اس طرح لکھی ہے اور ابن حبان کی حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں : '' لا تضلوا معہم ،، مفتی نے پوری حدیث نقل نہیں کی تاکہ معلوم ہوسکے کہ اس جملہ کا سیاق وسباق کیا ہے ؟ اور یہ ارشاد کس کے بارے میں ہے ؟ کتاب وصفحہ کا حوالہ بھی نہ دیا !! ، اس لیے نہیں کہا جاسکتا کہ یہ آں حضرت ﷺ کی حدیث بھی ہے یا نہیں ۔ پس جب تک یہ ثابت نہ ہوجائے کہ فلاں معتبر کتاب میں یہ روایت موجود ہے اور جب تک سا کے تمام الفاظ سامنے نہ آجائیں ، اس ادھورے جملہ سے مخالف کے سامنے مسئلہ شرعیہ پر استدلال کرنا جہل ہے ۔ تعجب ہے ان بریلوی حنفیوں پر !!؟ ۔ (مصباح بستی جون 1945ء)

ہذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1